بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ❖ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان ❖

نمبر ... | مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۹ھ | جلد ۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

چونکہ سکولوں میں عنقریب چھٹیاں ہونیوالی ہیں اس لئے جناب ناظر صاحب تالیف و اشاعت نے انتظام فرمایا ہے۔ کہ جو استاد صاحبان تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو پیش کر سکیں۔ ان کے باقاعدہ تبلیغی دورے شروع ہو جائیں۔ امید ہے کہ بہت جلدی یہ وفد روانہ ہو جائینگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح

کشمیر کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی صحت میں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ الحمد للہ۔ خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ حضرت ام المومنین و تمام اہلبیت و خدام خیریت سے ہیں۔

۱۷، ۱۸ کو تھوڑی تھوڑی بارش ہوئی۔ آج کل موسم کسی قدر خوشگوار ہے۔

اخبار احمدیہ

شمس الاسلام باوجود تنگی اخراجات کے تیس نے ہمت کر کے یہاں رسالہ جاری کر دیا ہے۔ اور آنحضرت نبی کریم ۔ فخر ولد آدم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ الصلوٰۃ و السلام کی پیشگوئی کے مطابق کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب سے نکلیگا۔ اس کا نام "مسلم سن رائز" رکھا ہے۔ فی الحال سہ ماہی جاری کیا ہے رفتہ رفتہ ماہواری کیا جائیگا۔ اور حجم بڑھایا جائیگا قیمت مبلغ پانچ روپیہ سالانہ رکھی ہے۔ احباب ناظر صاحب تالیف قادیان کو خریداری کے لئے لکھیں۔ ناظر صاحب قیمت دینے والوں کے نام سے ہفتہ وار اطلاع کرتے رہینگے۔ بڑی ضرورت اس بات کی ہے کہ احباب اپنی طرف سے قیمت دیکر یہاں کے باشندوں کے نام مفت جاری کرائیں تاکہ انہیں اسلام کی طرف رغبت پیدا ہو۔ پہلے نمبر پر قریباً تین سو ڈالر خرچ ہو گا۔ دوسرے پر کم ہو گا۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ

74 Victor Ave Highland Park Mich (U. S. A)

انجمن احمدیہ بغداد پہلی انجمن کے عہدیداران کے ہندوستان واپس چلے جانے پر دوبارہ عہدیداران کا انتخاب کیا گیا۔ امیر جماعت صوفی عبدالرحیم صاحب کلرک ڈائرکٹر آف سول ٹرانسپورٹ اور سکرٹری منشی برکت علی اور سیراہ محاسب منشی جعفر علی صاحب مقرر کئے گئے۔ انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ ... فی روپیہ چندہ دیا جائے۔ امریکن مشن کے لئے دو سو روپیہ ناظر صاحب بیت المال کو بھیجا گیا۔ افریقہ

میں چار ہزار احمدی ہونے کی خوشی میں تحریک چندہ کی گئی۔ جس پر ایک سو تیئس روپیہ چھ آنے جمع ہوئے۔ بعض افسران کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ اور سلسلہ کی کتابیں بھیجی گئیں۔ خاکسار برکت علی سکرٹری

احمدیان ایسٹ افریقہ توجہ فرماویں

برادران! چونکہ براعظم افریقہ کے لوگوں کا ہم پر حق ہے۔ کہ جہاں تک ہماری جسمانی پرورش گوشت پوست کا فرلیہ ہے۔ وہاں ہم اسکو روحانی پانی اور غذا سے سیراب اور سرسبز کرنے کا انتظام کریں۔ گو اصلی باشندوں کے لئے ہماری باتوں کا سمجھنا شاید مشکل ہو تاہم ہمارے ہندوستانی بھائی جو علاقہ ممباسا نیروبی میں بکثرت آباد ہیں۔ کیوں نہ ہم ان کی بیداری کا انتظام کریں۔ پس عاجز بذریعہ اخبار الفضل تمام برادران مقیم ایسٹ افریقہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ وہ اپنی توجہ کو اس امر کی طرف منعطف فرمادیں۔ میرا خیال ہے کہ اپنی خاص کمیٹی قائم کرکے کچھ روپیہ جمع فرمادیں۔ اور پھر حضرت صاحب کی خدمت میں کسی مبلغ کے لئے درخواست بھیجیں یا کم از کم اتنا انتظام تو فرمادیں کہ لنڈن اور امریکہ کی اخبار احمدیہ ہر ہفتہ یا ہر روز اخبار انگریزی میں شایع فرمادیں۔ فی الحال عاجز اس کام کے لئے دس روپیہ کا وعدہ کرتا ہے۔

عاجز محمد ایوب سٹیشن ماسٹر اٹی ٹانگا نیکا ٹیری ٹیری

کوہاٹ میں مسجد احمدیہ کی بنیاد

کوہاٹ میں مسجد احمدیہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ذی اثر آدمی ایسا ہے۔ کہ مستقل طور پر ایک مکان دیدے یا کرایہ پر لے دے تاکہ مستقل طور پر وہ انجمن کے کام آوے۔ مدت سے یہ تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ آخر "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند" والا معاملہ ہوا۔ ہمارے معزز محترم خان بہادر خان محمد علی صاحب آف احمد کوٹ متصل کوہاٹ پولٹیکل اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لدھا کیمپ وزیرستان نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس ضرورت کو پورا کرینگے۔ زمین تو صاحب ممدوح نے تجویز کردی ہے۔ عمارت کے متعلق بھی وعدہ فرمایا ہے کہ بہت عمدہ تیار کرادونگا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ جو جگہ صاحب ممدوح نے تجویز فرمائی ہے اسمیں مخالفین روکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں۔ احباب کامیابی کی دعا فرمادیں۔ صوبہ سرحدی میں احمدیہ مسجد کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ نیک نمونہ احمدی کمیٹی۔

خاکسار صدر الدین۔ سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ

اعلان نکاح

دختر عطاء محمد صاحب کرپالم کا نکاح خوشی محمد ۔۔۔ سے سو روپیہ مہر پر حاجی چودہری غلام احمد خان صاحب امیر جماعت کریام نے شریعت اسلام اور نمونہ قادیان پر پڑھا۔ ۔۔۔ کوئی رسم وغیرہ نہیں ہوئی۔ خاکسار عبد الغنی خان سکرٹری انجمن احمدیہ کریام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے کشمیر تشریف لیجانے کی خبر درج کرتے وقت ہی حضور کا پتہ شایع کردیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اسکے متعلق احباب کے خطوط آرہے ہیں۔ اسلئے پورا پتہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ
معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب سری نگر کشمیر"

نومبایع

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماسٹر چراغ دین صاحب مدرس چک نمبر ۱۳۲ جنوبی اور حکیم صالح محمد صاحب امام مسجد ٹھٹہ عمرا علاقہ سلانوالی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور انکی درخواست بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ۲ بھجوادیگئی ہے۔ احباب انکی استقامت کے لئے دعا فرمادیں۔ والسلام منظور احمد منظور بھیروی از سلانوالی

گمشدہ چیز کی تلاش

مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۱ء کو برادرم منشی عبد الکریم صاحب ایجنٹ کارخانہ ماہن منڈی سٹیشن بٹالہ کارخانہ کے دروازہ میں چارپائی پر سے کسی دوست کے کپڑوں کے ساتھ ملکر نادانستگی سے میری ایک گٹھڑی چلی گئی ہے۔ لٹھہ نیا اور کورا کپڑا جس میں ہر چہار جلد براہین احمدیہ اور ایک جلد جنگ مقدس کی تھیں۔ ہر دو کتب کے اوپر سرخ رنگ چمڑا لگا ہوا ہے۔ اگر کسی دوست کو ملی ہو تو براہ نوازش و شفقت خاکسار بہادر علی احمدی کو معرفت سید نذیر علی صاحب تحصیلدار نابھہ سٹیٹ کے مطلع فرمائیں۔

اخبار کی درخواست

عاجز کے نام الفضل آتا تھا مگر اب بوجہ آیندہ وی پی وصول کرسکنے کے بند ہوگیا ہے۔ عاجز کی حالت نہایت کمزور ہے۔ اسلئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کوئی بھائی میرے نام اخبار جاری کراکے ثواب حاصل کریں۔

عبد الرحیم خیاط کھپرا مکان نمبر ۱۰۱۔ کانپور۔

ایک احمدی مجاہد عازم حجاز

منشی ممتاز علی صاحب ان نوجوانوں میں سے ہیں۔ جنھوں نے حسب التحریک حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہے اور عہد کیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت اقدس ۲ حکم فرمادینگے۔ بلا طلب زاد راہ وغیرہ جا دینگے۔

اس عہد کو پورا کرنے کے لئے منشی ممتاز علی صاحب توکل علی اللہ عازم حجاز ہوگئے ہیں۔ بمبئی سرو جانے کی نیت کرکے ہی بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کیلئے سامان مہیا فرمادیا۔ چنانچہ مشہور و معروف خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب حج کیلئے تشریف لیجا رہے تھے۔ انھوں نے منشی صاحب موصوف کے لئے بھی انتظام فرمادیا جو کہ فرسٹ کلاس میں سفر کررہے ہیں اور حجاز کی طرف جارہے ہیں۔ یہ اخلاص کا نتیجہ ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ جو اللہ کے لئے ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے اللہ خود انتظام کرتا ہے۔

منشی ممتاز علی صاحب میرے مکرم دوست مولوی ذو الفقار علی خان آف رام پور حال مہاجر قادیان کے بڑے صاحبزادے ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء

پیر جماعت علی صاحب کی بناوٹی پیشگوئیاں

فیصلہ کی آسان صورت

کچھ عرصہ ہوا۔ پیر جماعت علی صاحب علی پوری نے لائل پور میں ایک جلسہ کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر کی۔ اسمیں ہمارے متعلق یہ غلط بیانی کی کہ:۔

"میں نے اس سے پہلے دو مرتبہ پیشگوئی کی ہر ایک دفعہ تو مرزا کے وقت میں دوسری مرزا کے حواری عبد الکریم کے لئے۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں پوری ہوئیں"

یہ تو وہ الفاظ ہیں۔ جو خطبہ صدارت میں درج ہیں مگر جو الفاظ رسالہ انوار الصوفیہ بابت ماہ مارچ میں شایع ہوئے۔ وہ گو مضمون کے لحاظ سے ان سے مختلف نہیں۔ لیکن پیر صاحب کی شیریں بیانی کے زیادہ مظہر ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ:۔

"قبل ازیں میری دو پیشگوئیاں خداوند کریم نے پوری کر دی ہیں۔ جو کہ پنجاب کے اکثر لوگوں پر روشن ہیں۔ جو مرزا کادیانی ملعون اور عبد الکریم سیالکوٹی اس کے حواری کے متعلق ہیں"

چونکہ یہ صاف جھوٹ اور صریح کذب بیانی تھی۔ اسلئے ہمارے سلسلہ کے سخت ترین دشمن مولوی ثناء اللہ نے بھی اپنے اخبار اہلحدیث یکم اپریل میں لکھا کہ:۔

"ا غصے میں دو واقعات من گھڑت بنالئے ہیں۔ ایک مرزا کی بابت۔ دوسری مولوی عبد الکریم حواری مرزا کی بابت پیشگوئی کی تھی۔ حالانکہ بالکل غلط محض کذب۔ حافظ صاحب سچے ہیں۔ تو ہمیں اس کا ثبوت دیں۔ ہمارے پاس حافظ صاحب کی غلط بیانی پر کافی ثبوت ہے"

مولوی ثناء اللہ کے مطالبے کا جب نہ تو پیر صاحب نے اور نہ ان کے کسی عقیدت شعار نے جواب دیا۔ تو ہمارے ایک نامہ نگار نے اس خیال سے کہ آجکل کے پیروں کا دین وایمان ہی زر ہے۔ اور اسکے لالچ سے وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پیر صاحب کے لئے انعام مقرر کر کے دریافت کیا کہ:۔

(۱) آپ نے کونسی وہ پیشگوئیاں کی تھیں۔ جن کا اپنی لائلپور کی تقریر میں ذکر کیا۔ از راہ نوازش ان کی عبارت سے مطلع کریں۔

(۲) آپ نے ان کو قبل از وقت کسی اخبار وغیرہ میں شائع کرایا تھا یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر کرایا تھا۔ تو اس کا پتہ بتائیں"

یہ مطالبے ۲۵۔ اپریل کے الفضل میں کئے گئے جس کے جواب میں ۲۰ جون کے الفقیہ میں ایک مضمون غلام احمد اخگر امرتسری کا بعنوان "وہابی اور مرزائی" شائع ہوا ہے۔ جسمیں پیر صاحب کی جعلی اور بناوٹی پیشگوئیوں کو سچا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے

قبل اسکے کہ ہم اصل مضمون کی طرف آئیں۔ یہ بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اخگر نے مولوی ثناء اللہ کے پیر صاحب کی "غلط بیانی" کا اعلان کرنے اور اس کا ثبوت مانگنے کی جو وجہ قرار دی ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اصل وجہ یہی ہے کہ پیر صاحب کی غلط بیانی ایسی صاف اور کھلی ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو باوجود احمدیت سے بغض رکھنے کے اس کا اقرار کرنا پڑا ہے۔ ورنہ کہاں مولوی ثناء اللہ اور کہاں "مرزائیوں کی حمایت"

اخگر صاحب کو پیر صاحب کی غلط بیانی کے متعلق مولوی ثناء اللہ کی شہادت بہت کھٹکی ہے اور واقعی کھٹکنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ جس بات کے جھوٹ اور غلط ہونے کی شہادت مولوی ثناء اللہ جیسا بدترین دشمن سلسلہ دے۔ اسے ہمارے مخالفین آسانی سے جھوٹ سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس طرح پیر صاحب کی پیری پر پانی پھر جاتا ہے۔ مگر اخگر نے اس شہادت کو کمزور بنانے کے لئے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ خود چونکہ غلط اور جھوٹ ہے۔ اسلئے بجائے کمزور ہونے کے وہ شہادت اور زیادہ مضبوط ہو گئی ہے۔

اخگر لکھتا ہے:۔

"یہ تھوڑے دن ہوئے وہابیوں نے قادیان میں ایک جلسہ کیا تھا۔ اور اسمیں یہ خصوصیت رکھی گئی تھی کہ صرف وہابی مقلد (یعنی دیوبندی ہمہ) اور وہابی غیر مقلد اسمیں شامل ہوں۔ اسمیں مرزائیوں نے سنا ہے کہ چند اشتہارات شایع کر کے وہابیوں کا ناک میں دم کر دیا۔ اور دیوبندی مولوی ایسے مبہوت ہوئے۔ کہ الامان! غیر مقلد وہابیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے لکھ دیا کہ چالیس آدمی کے قریب مرزائی مسلمان ہوئے۔ مگر ایسے طریق پر لکھا کہ مرزائیوں کو اس پر بھی اعتراض کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ایک تو تعداد صحیح نہ لکھی۔ دوسرے باوجودیکہ لکھنے والا جلسہ میں موجود تھا۔ پھر بھی لکھتا ہے کہ سنا ہے کہ اتنے مرزائی تائب ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنی خفت مٹانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اس غرض سے کہ مرزائی جو آج کل ان کو جلسہ کے مطالبات کے متعلق خوب لتھاڑ رہے ہیں اس روش سے باز آجاویں۔ اور خاموش ہو جائیں ایک معاملہ میں ان کی حمایت پر کھڑے ہو گئے اگرچہ مرزائیوں نے اس کی حمایت کا خلاصہ اپنے اخبار میں شایع کر کے ثابت کر دیا ہے کہ بئس للظلمین بدلا کی پوری تصدیق ہوئی۔ مگر مولوی ثناء اللہ کا مدعا پورا نہ ہوا۔ اور اس حمایت گری کے بعد بھی وہ ان کے ممنون احسان نہ ہوئے بلکہ بدستور لتھاڑ رہے ہیں"

یہ صحیح ہے۔ کہ ہم نے ان لوگوں کا جو بڑے طمطراق سے قادیان میں جلسہ کرنے کے لئے آئے تھے اور

چونکہ صرف وہابی تھے۔ بلکہ مقلد۔ بدعتی وغیرہ بھی۔ بذریعہ اشتہارات زبردست مطالبات کر کے ناطقہ بند کر دیا۔ چنانچہ ہمارے دس اشتہاروں میں سے کسی ایک کا بھی جواب ان سے نہ بن پڑا۔ اور نہ صرف اسوقت وہ کوئی جواب دے سکے۔ بلکہ اب تک انکو اس کی جرأت نہ ہوئی۔

پھر یہ بھی صحیح ہے کہ جلسہ میں بیعت فسخ کرنیوالوں کی جو تعداد بتائی گئی۔ وہ بالکل غلط تھی۔ اور اس کے متعلق ہم نے جب ثبوت طلب کیا۔ اور ثابت کرنیوالے کے لئے چار سو روپیہ انعام رکھا۔ تو کسی نے چون وچرا نہ کی۔ اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ مولوی ثناء اللہ ہی تھا۔ جس نے باوجود جلسہ میں موجود ہونے کے لکھا تھا کہ ۲۵ - ۳۰ کے درمیان تائبین کا شمار سنا گیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے کہ اس خفت اور شرمندگی کو مٹانے اور ہمارے مطالبات سے بچنے کے لئے پیر صاحب کی پیشگوئیوں کے متعلق مولوی ثناء اللہ نے لکھا۔ کہ "بالکل غلط محض کذب" ہیں۔ کیونکہ یہ بات اس نے اپنی یکم اپریل کے اہل حدیث میں لکھی۔ اور ہم نے غیر احمدیوں کے جلسہ کی مفصل روئداد کا پہلا نمبر ۳۱ مارچ کے الفضل میں شائع کیا۔ جو یقیناً ثناء اللہ کو اپنا اخبار شائع کرنے کے بعد ملا۔ اور بیعت فسخ کرنے والوں کے متعلق ہم نے اس سے بھی بعد مطالبہ کیا۔

پس مولوی ثناء اللہ نے پیر جی کی پیشگوئی کی تغلیط ہماری خاطر نہیں کی۔ بلکہ فی الواقعہ اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ پیر جی نے کوئی پیشگوئی اس مضمون کی کبھی قبل از وقت کی تھی۔ اگر ہے۔ تو اسکو پیش کیا جائے۔

عجیب بات ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے لئے تو یہ کہا گیا کہ اس نے ہمارے اعتراضات سے بچنے کے لئے پیر جی کی جھوٹی پیری کی قلعی کھولی ہے۔ مگر کیا انگہ نے اپنے اسی مضمون میں اور اسی محولہ عبارت میں صرف ثناء اللہ کی مخالفت کے لئے ہماری تائید کی ہے۔

اب ہم پیر جی کی پیشگوئیوں کی طرف آتے ہیں۔ ان کا ادعا ہے کہ:۔

"میں نے اس سے پہلے دو مرتبہ پیشگوئی کی ہے۔ ایک دفعہ تو مرزا کے وقت میں دوسری دفعہ مرزا کے حواری عبد الکریم کے لئے۔ خدا کا شکر ہے کہ دونوں پوری ہوئیں"

اس کے متعلق سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ دونوں پیشگوئیاں جن کے کرنے اور پورا ہونے کا پیر جی کو دعویٰ ہے۔ کبھی شایع ہوئیں یا نہیں اس کا جواب ہم اپنے لفظوں میں نہیں۔ بلکہ انگہ ہی کے الفاظ میں درج ذیل کرتے ہیں۔ جو یہ ہیں کہ:۔

"حضور قبلہ عالم کی پیشگوئیاں کسی اخبار میں شایع نہیں ہوئیں"

پس جب یہ پیشگوئیاں کسی اخبار کسی رسالے کسی اشتہار میں قبل از وقوع شائع نہیں ہوئیں تو بعد از وقوع منگھڑت واقعات کو پیشگوئیاں بنانا اور بڑ مارنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ پیر جی موصوف کا کل سرمایہ "نبوت" یہی دو پیشگوئیاں ہیں۔ مگر انگہ نے صرف یہی نہیں لکھا کہ پیر جی کی یہ پیشگوئیاں کبھی شایع نہیں ہوئیں بلکہ ان کے شائع نہ ہونے کی حسب ذیل وجوہ بھی پیش کی ہیں:۔

"شائع نہ کرنے کی وجوہ یہ ہیں کہ اول تو حضرت شاہ صاحب قبلہ کی یہ غرض نہ تھی کہ انہیں کوئی شخص نبی مان لے۔ بلکہ ان کا ایمان اور اعتقاد ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص دعوائے نبوت کرے تو وہ ملعون بحکم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کذاب اور دجال ہے۔ تو شایع کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دوسری وجہ یہ کہ پیشگوئی کے واقع ہونے تک اسقدر قلیل مدت تھی کہ قبل از وقوع انکی اشاعت ہو نہیں سکتی تھی"

ان وجوہ کی نامعقولیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ ایک طرف تو کہا گیا ہے کہ چونکہ پیر جی اپنے آپ کو نبی نہیں منوانا چاہتے تھے۔ اسلئے انھوں نے ان دونوں پیشگوئیوں کو شائع نہ کیا۔ اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے۔ کہ ان کی اشاعت کے لئے وقت ہی نہ تھا۔ پس ہم کہتے ہیں۔ اگر پیر جی نے قبل از وقت اس لئے ان پیشگوئیوں کو شائع نہ کیا تھا کہ انہیں ڈر تھا کوئی انہیں نبی نہ مان لے۔ تو اب یہ ڈر کیونکر دور ہو گیا۔ اور کیوں انھوں نے ان کو شائع کرایا کیا وہ اب اپنے آپکو نبی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور اپنے مسلمات کے رُو سے "ملعون"۔ "کذاب"۔ "دجال" کے مصداق بن گئے ہیں۔

دوسری وجہ پیشگوئی کے شایع نہ کرنے کی یہ بتائی گئی ہے کہ "پیشگوئی کے واقع ہونے تک اسقدر قلیل مدت تھی کہ قبل از وقوع انکی اشاعت نہیں ہو سکتی تھی"۔ اس کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلی وجہ صحیح ہے تو خواہ کتنا ہی زیادہ وقت پیر جی کے پاس ہوتا تب بھی انکو شائع کرنے کی جرأت نہیں کرنا چاہیئے تھی پہلے عذر کی موجودگی میں کہ وہ نبی نہیں بننا چاہتے تھے۔ اور جو پیشگوئی شایع کرے۔ وہ نبی ہو جاتا ہے۔ اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نبوت کا مدعی ہو۔ وہ ملعون کذاب۔ دجال ہے۔ خواہ حضرت عیسیٰ ہی آسمان سے اُتر کر اپنی نبوت بذریعہ دعویٰ پیش کر کے منوانے کی کوشش کریں۔ تو دوسرا عذر محض جھوٹ ہے لیکن اگر دوسرا عذر باوجود پہلے مانع کے ان کے نزدیک وزن دار ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ پیر جی کے پاس وقت نہ تھا۔ کہ ان پیشگوئیوں کو شایع کرتے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ پیر جی کے پاس بہت وقت تھا۔ اور وہ بہت آسانی اور خوش اسلوبی سے ان پیشگوئیوں کو شایع کر سکتے تھے۔ لیکن یہ تو تب ہوتا۔ جب کوئی بات بھی ہوتی۔ یہ تو واقعہ ہی بعد میں گھڑا گیا ہے۔

یہ ہمارا دعویٰ ہی نہیں کہ پیر جی کے پاس بہت وقت تھا۔ اگر وہ ان منگھڑت پیشگوئیوں کو قبل از وقت شائع کرنا چاہتے۔ بلکہ ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی ہے اور بہت زبردست ہے۔ جو مسلمات خصم سے ہے نہ صرف زبانی بلکہ تحریری اور تحریر بھی اس شخص کی جو ان جعلی پیشگوئیوں کی صداقت کے ثابت کرنے کے لئے کوہ نیلگری کی بلند چوٹی پر سے چلا رہا ہے اس سے ہماری مراد غلام احمد انگہ ہی ہے۔ جس کا مضمون زیر بحث ہے۔

پیرجی کی حمایت کے لئے یہ تو لکھ دیا گیا۔ کہ ان پیشگوئیوں کے شایع کرنے کے لئے وقت نہ تھا۔ مگر دروغگورا حافظہ نباشد کے ماتحت اسی مضمون کی اگلی سطور میں اس دعویٰ کو جھٹلا دیا گیا۔

پیرجی کی پہلی پیشگوئی حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم کی وفات کے متعلق ہے۔ یہ پیشگوئی کب کی گئی۔ اور کیوں کی گئی۔ اس کے لئے اخبار لکھتا ہے:۔

"سنہ ۱۹۰۴ء میں عبدالکریم مذکور مرزا کے مذہب باطل کی تبلیغ اور فاسد اعتقادات کی ترویج کے لئے سیالکوٹ گیا تھا۔ حکیم حسام الدین کے طویلہ میں اس نے لیکچر دیا"

اور آگے لکھا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے اس لیکچر میں آنحضرت کی ہتک کی۔ جس کے لئے ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے پر اکتفا کرکے منشی اخبار کی اگلی عبارت نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:۔

"عبدالکریم مذکور کے ان ہفوات کی اطلاع حضور قبلہ عالم (جماعت علی) کو ملی۔ تو ان کی غیرت اسلامی اور حمیت اسلامی جوش میں آکر رہی۔ دو دروازے والی مسجد میں آپ نے وعظ فرمایا۔ اور عبدالکریم کی اس بیہودہ سرائی کا ذکر کرکے فرمایا کہ یہ شخص عنقریب ذلت کی موت سے مریگا"

نومبر سنہ ۱۹۰۴ء میں یہ لیکچر ہوا۔ جس کے بعد پیرجی نے بقول خود پیشگوئی کی۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو ہوئی۔ گویا دونوں واقعات میں کم از کم ساڑھے دس ماہ کا فاصلہ ہے۔ اب کیا کوئی ایسا انسان دنیا میں ہے۔ جو یہ کہہ سکے۔ کہ اس پیشگوئی کے شایع کرنے کے لئے وقت نہ تھا۔ اگر ساڑھے دس مہینہ میں چند سطریں جو اوپر نقل کی گئیں۔ شایع نہیں ہو سکتی تھیں اور ان کے لئے یہ وقت ناکافی تھا۔ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ چند صفحے کی تحریر کے لکھنے اور چھپوا کر شائع کرنے کے لئے پیرجی کو کتنی مدت درکار ہوگی۔ اتنے طویل عرصہ کو مدت قلیل کہنا کیا صریح دھوکہ بازی یا کم از کم فریب خوردگی نہیں ہے۔ غضب خدا کا ایک واقعہ کو ساڑھے دس مہینہ قبل کی ایک پیشگوئی کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے۔ لیکن جب سوال ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ تمہاری "پس گوئی" "پیشگوئی" تھی۔ تو تم نے قبل از وقوع کیوں نہ شائع کی۔ تو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وقت نہ تھا۔ کیا اس سے صریح جعلسازی اور مکاری اور جھوٹی کرامت اور ولایت کا پتہ نہیں لگتا۔ جب اس طویل مدت کو بھی پیراں نمی پرند مریداں می پرانند کا مصداق اخبار مدت قلیل کہکر اپنا دامن چھڑانا چاہتا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے لئے جو پیشگوئی بلکہ پس گوئی تصنیف ہوئی۔ اور جس میں چار روز کا فاصلہ بتایا جاتا ہے۔ وہ تو اس کے نزدیک بالکل ہی تنگ وقت تھا۔

لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ پیرجی کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا فتنہ بہت بڑا فتنہ تھا۔ اور یہ پیر صاحب باوجود پیرانہ خسارت کے پانچ ہزار روپیہ درصورت مقابلہ دینے کو تیار رہتے۔ تو کیوں اس عظیم الشان پیشگوئی کی اشاعت کے لئے انہوں نے اس پانچ ہزار روپیہ میں سے ایک ہزار روپیہ ہی خرچ کرکے چار دن میں اسے شائع نہ کر دیا۔ جبکہ وہ لاہور جیسے مقام میں موجود تھے۔ جہاں جلدی سے جلد ہر قسم کے اشتہار اور اعلان کے شائع کرنے کے کافی سامان میسر آسکتے ہیں۔ لیکن بات یہی ہے۔ کہ یہ سب بعد کے ڈھکوسلے ہیں۔ جو پیشگوئی کی بجائے پس گوئی کہے جانے کے مستحق ہیں۔

اخبار نے پیرجی کی بعد از وقت بڑوں کو پیشگوئی ثابت کرنے کے لئے کوئی ثبوت نہ پاکر یہ لکھا ہے کہ:۔

"ان کے شاہد ایک دو چار پانچ دس بیس آدمی نہیں۔ بلکہ سیالکوٹ اور لاہور میں ہزارہا اشخاص ہیں"

اگر یہ صحیح ہے۔ تو فیصلہ آسان ہے۔ سیالکوٹ اور لاہور کے ان "ہزارہا اشخاص" میں سے ہر ایک مقام کے ایک ایک ہزار شخص کی حلفی شہادت موکد بعذاب دلا دی جائے۔ جو ایک مقررہ مقام اور مقررہ تاریخ پر جو حلف اُٹھانیوالے لوگ بالفاظ ذیل اپنی شہادت ادا کریں کہ:۔

"ہم اس خدا کی قسم کھاکر جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے اور جو جھوٹے فریبی اور دغاباز لوگوں کو کبھی عزت نہیں دیتا۔ اور جو اپنے پیاروں کے مقابلہ میں ضرور جھوٹے مکاروں کو ذلیل کرتا ہے۔ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ہم نے پیر جماعت علی شاہ کی زبان سے دو دروازے والی مسجد سیالکوٹ میں مولوی عبدالکریم صاحب کی موت کی پیشگوئی سنی تھی (یہ سیالکوٹ والے کہیں۔ اور لاہور والے اپنی شہادت میں کہیں) ہم نے شاہی مسجد لاہور میں مرزا غلام احمد کی موت کی نسبت پیشگوئی اپنے کانوں سے سنی تھی۔ اور ہم اسی خدا کی قسم کھاکر کہتے ہیں۔ جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے۔ کہ ان پیشگوئیوں کے مطابق مولوی عبدالکریم سیالکوٹی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی موتیں واقع ہوئیں۔ اگر ہم نے اس شہادت میں خلاف واقعہ کوئی بات کہی ہو تو اے خدا سچے کی عزت اور جھوٹے کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہمیں اور ہماری اولاد کو ہلاک کر۔ اور دنیا کو دکھا دے کہ جھوٹوں کا کیا انجام ہوتا ہے"

اس شہادت کے لئے اگر ہزارہا میں سے دو ہزار بھی پیش نہ کئے گئے۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ بھی ایک جھوٹ تھا۔ جو پیرجی کے جھوٹوں کو سہارا دینے کے لئے بولا گیا۔ اس کے مقابلہ میں اگر ہماری طرف سے پیرجی کی پیشگوئیوں کے جھوٹے اور بناوٹی ہونے کے لئے حلف کی ضرورت ہو تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

پس پیرجی کی پیشگوئیوں کے متعلق فیصلہ کرنے کی یہ آسان صورت ہے۔ جو ہم نے پیش کر دی ہے۔ کیا پیر جماعت علی صاحب یا ان کے چیلے اس کے لئے تیار ہیں۔

33

ایک مُسلّمہ لیڈر کی ضرورت

کچھ عرصہ ہُوا لالہ لاجپت رائے صاحب کے اخبار بندے ماترم نے جماعت احمدیہ پر مردم پرستی کا الزام اس بنار پر لگایا تھا۔ کہ یہ جماعت ایک شخص کو واجب الاطاعت لیڈر سمجھتی ہے۔ اور اس کے احکام کو بجالانا اپنا فرض قرار دیتی ہے۔ اسوجہ سے بندے ماترم ہماری جماعت کو مردم پرست کہنے میں کہاں تک حق بجانب تھا۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسوقت ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ وہی لوگ جو کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کو "پیدائشی آزادی" اور خود مختاری کے خلاف قرار دیکر مردم پرستی کا الزام لگاتے تھے۔ وہ واحد اور قابل اطاعت لیڈر کی تلاش میں کس طرح سرگرداں ہو رہے ہیں۔

روزانہ اخبار ہمدم ۱۵ جولائی "ہندوستان کے لئے ایک مسلمہ لیڈر کی ضرورت" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ:-

"کلکتہ کے پُرانے قوم پرست آرگن امرت بازار پتر کا نے مذکورہ صدر بحث پر حال میں ایک سلسلہ مضامین لکھا ہے۔ جسمیں معاصر موصوف نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ کہ ہندوستانیوں کو لازم ہے۔ کہ کسی ایسے شخص کو اپنا سب سے بڑا لیڈر تسلیم کریں۔ جو ہر لحاظ سے موجودہ وقت میں ہندوستان کا مسلمہ رہنما بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور جب وہ ایسا مسلمہ رہنما منتخب کریں۔ تو پھر انکو لازم ہے۔ کہ اس کے ہر مشورہ و حکم کے سامنے بلاچون و چرا سر تسلیم خم کر دیا کریں۔ اور اپنی اطاعت و انقیاد سے اس کی پوزیشن کو مضبوط بنائیں۔"

معاصر ہمدم نے بڑے زور کے ساتھ اس کی تائید کرتے ہوئے ایک طویل مضمون میں لکھا ہے کہ:-

"اسمیں کلام نہیں کہ ہندوستان کو اسوقت ایک مُسلّمہ لیڈر کی شدید ضرورت ہے۔ فی الواقع کوئی قوم اسوقت تک بام رفعت پر نہیں پہنچ سکتی۔ جب تک وہ ایک مسلمہ لیڈر اور رہنما نہ رکھتی ہو۔ اور اس کے ہر حکم اور مشورہ کے سامنے بلاچون و چرا سر تسلیم خم نہ کر دیتی ہو۔ شکر ہے کہ اب یہ بات لوگوں کو سمجھ آ رہی ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ایسی شخصیت کونسی ہوگی۔ جس کو وہ مسلمہ لیڈر تسلیم کر کے اس کے ہر ایک حکم کو اپنے لئے واجب التعمیل قرار دینگے۔ اسوقت ان لوگوں کے نزدیک ہندوستان میں سب سے اعلیٰ پوزیشن مسٹر گاندھی کو حاصل ہے چنانچہ امرت بازار پتر کا نے بھی انہی کو مسلمہ لیڈر کے طور پر پیش کیا اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:-

"ہمیں یہ جتلانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ ہندوستان کو ایک مسلمہ لیڈر مہاتما گاندھی مل گئے ہیں۔"

لیکن ہمدم اس سے اختلاف کرتا ہُوا لکھتا ہے کہ:-

"یہ امر بحث طلب ہے کہ مہاتما گاندھی جی کیلئے ہندوستان کے مسلمہ لیڈر کا منصب بالکل محفوظ ہو گیا ہے۔ بلکہ ابھی مہاتما جی اور اہل ہند دونوں کو اس کے متعلق کچھ ضروری کام کرنا باقی ہے۔"

خیر یہ الگ بات ہے کہ ان لوگوں کو کوئی مسلمہ لیڈر ملے یا نہ ملے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا اسی حالت میں یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ ان کا کوئی ایک واجب الاطاعت لیڈر ہو گا۔

اسموقعہ پر کیا ہم اپنے غیر مبایع بھائیوں سے یہ دریافت کرنے کی جراءت کر سکتے ہیں کہ انہیں تاحال یہ بات سمجھ آئی ہے یا نہیں کہ ترقی کے لئے ایک ہی واجب الاطاعۃ امام کی ضرورت ہُوا کرتی ہے نہ کہ کوئی انجمن اس کام کو سرانجام دے سکتی ہے۔

آریہ سماج کا تنزل

ہم اس پیشگوئی کو نہیں بھول سکتے۔ جو خدا کے مسیح موعود نے اپنی مبارک کتاب تذکرۃ الشہادتین میں فرمائی کہ سو سال کے اندر اندر بحیثیت مذہب کے آریہ سماج کا خاتمہ ہو جائیگا۔ کیونکہ ہم اس کے بہت سے آثار دیکھ رہے ہیں اور وقتاً فوقتاً آریہ سماج کی اپنی شہادتیں سنتے رہتے ہیں۔ آریہ سماج کی گاڑی کو چلانے کے لئے سب سے زیادہ کوشش اور سعی وکالت پیشہ اصحاب نے کی ہے۔ لیکن اب یہ لوگ اس گاڑی کو دھکہ دیکر اس سے الگ ہو رہے ہیں اور اس نقصان کو آریہ سماجی لوگ خاص طور پر محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار پرکاش لکھتا ہے کہ:-

"جو آریہ سماجی وکیل آریہ سماج کو اپنا سمجھا اور اپنی شکتی ارپن کرنے کے لئے وکالت ترک کرنے کو سالہا سال کی پریماکے بعد تیار ہوئے۔ وہ مہاتما گاندھی کی تحریک شروع ہوتے ہی وکالت ترک کر کے کھدر پوش بن گئے جو آریہ سماجی سالہا سال تک آریہ سماج میں رہکر چندہ مانگنے کو پاپ اور ذلت سمجھتے رہے۔ انہوں نے تلک سوراجیہ فنڈ کے لئے جھولی ڈال لی۔ اور بھکشا کرنے لگے۔ جو آریہ سماجی آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر دان دیتے روتے ہی نظر آتے تھے۔ انھوں نے تلک سوراجیہ فنڈ کے لئے تھیلی کا منہ کھولدیا۔"

اسکے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ آریہ سماج کے کارکن لوگ آریہ سماج سے اُکتا کر عملاً الگ ہو گئے ہیں۔ اور انھوں نے اپنے لئے نیا میدان تجویز کر لیا ہے۔ اس کی وجہ "پرکاش" یہ بتاتا ہے کہ:-

"محض مہاتما گاندھی کے پتوبل کا نتیجہ ہے بعض لوگ مہاتما گاندھی کے انگ سنگ رہنا چاہتے ہیں۔"

گویا آریہ سماج کے بانی سے مسٹر گاندھی کا پتوبل زیادہ زبردست ہے۔ کہ لوگ اول الذکر کے مشن میں رہ کر بڑا زور دینے کے باوجود جو کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے وہ موخر الذکر کے مشن میں داخل ہو کر خود بخود بڑی خوشی سے کر رہے ہیں۔ یہ آثار ہیں جو آریہ سماج کے تنزل اور ادبار کو ظاہر کر رہے ہیں۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ایک وقت آریہ سماج کا بالکل نام و نشان مٹ جائیگا۔ کیونکہ زمینی مذہب ہے، آسمانی نہیں۔

مولوی ثناء اللہ کا تازہ جھوٹ

جس شخص نے بار بار اعلان کیا ہو کہ ہم گورنمنٹ سے کوئی انعام اور صلہ اپنی کسی خدمت کا نہیں چاہتے جس نے متواتر تحریر اور تقریر میں اس بات کا اظہار فرمایا ہو کہ اگر گورنمنٹ ہمیں کوئی خطاب وغیرہ دے۔ تو وہ اس سے ہماری عزت افزائی نہیں کریگی۔ بلکہ ہتک کریگی اس کے متعلق مولوی ثناء اللہ کا اپنے اخبار میں یہ شایع کرنا کہ:-

"خلیفہ قادیان کوشاں ہے کہ مجھ کو گرد و نواح قادیان کے لئے آنریری ڈپٹی بنایا جائے"

(اہلحدیث ۸ر جولائی صہ۱۱ حاشیہ)

صریح جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم مولوی ثناء اللہ کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس بات کا ثبوت دے کہ خلیفہ قادیان آنریری ڈپٹی کے عہدے کے امیدوار ہی نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ساعی ہیں۔ اگر وہ اس کا کوئی ثبوت نہ دے سکے۔ اور یقیناً نہیں دے سکتا۔ تو اس کو اپنی افترا پردازی پر شرمانا چاہیئے ؛

مسٹر گاندھی کی پیمبری

مسٹر محمد علی نے مسز اینی بسنٹ کو جواب دیتے ہوئے اپنے ایک حال کے مضمون میں لکھا ہے کہ:-

"کیا کوئی شخص ہم پر اس راز کی تشریح کریگا کہ مسز بسنٹ کی سی روحانی ہستی روحانیت کے سچے پیغمبر مہاتما گاندھی کو کیوں نہیں سمجھ سکتی" (مدینہ ۹ر جولائی)

مسٹر گاندھی کو روحانیت کا "سچا پیغمبر" قرار دینا انہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے۔ جو یا تو پیغمبر کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتے۔ یا جان بوجھ کر اس مقدس اسلامی اصطلاح کی تحقیر اور تذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ ننگ اسلام نہیں اور انہیں مسلمان کہلانے کا کوئی حق ہے۔ مسلمانوں کو اپنے راہ نماؤں کی ایسی بے راہ روی کو خوشی سے برداشت نہیں کرنا چاہیئے بلکہ انکی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے؛

خطبۂ جمعہ

غفلت گناہوں کا باعث ہوتی ہے

ازمولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۵- جولائی سنہ ۱۹۲۱ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

انسان میں غفلت ایسی چیز ہے کہ بہت سے نقصان اسکے باعث پہنچتے ہیں۔ اگر تدبر سے کام لیا جائے تو انسان کے لئے قدم قدم پر غفلت سے بچانے کے ذریعہ ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اگر قرآن کریم کے چھوٹے چھوٹے احکام اور آیتوں پر ہی غور کیا جائے تو وہی ہدایت کے لئے کافی ہو جاتی ہیں۔

مجھے خیال آتا ہے کہ ایک احمدی کے لئے جو یہ اقرار رکھا گیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریگا۔ جب کوئی شخص سچے دل سے یہ اقرار کریگا۔ اور یہ سوچکر کریگا کہ اس شخص کے ہاتھ پر میں اقرار کر رہا ہوں۔ جو خدا کا مسیح ہے اور جس کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے کے لئے کہا گیا ہے کہ اسکے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے تو اس کے لئے یہ اقرار تمام غلطیوں سے بچنے کا ذریعہ ہو جائیگا۔ کیونکہ عہد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان العھد کان مسئولًا۔ ممکن ہی نہیں کہ اس بات کو جانتا ہوا عہد کرنیوالا شخص بدی میں مبتلا ہو۔ ہاں جو اس سے غافل ہو گا یا غفلت کریگا وہ بدی کا مرتکب ہو گا۔ پس غفلت ہی گناہ کا موجب ہوتی ہے۔

سورہ فاتحہ میں دو عہد ہیں۔ جو پانچ وقت کی نمازوں میں متعدد بار دُہرائے جاتے ہیں۔ اوّل ایاك نعبد دوم وایاك نستعین۔ عبادت کے معنے وسیع ہیں۔ کسی کے حکم کو واجب التعمیل سمجھتے ہوئے اس کی فرمانبرداری کرنا عبادت کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے جو شخص خدا کے احکام کو بجا لاتا ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتا ہے۔ اگر انسان اس اقرار پر غور کرے۔ جو وہ اس طرح کرتا ہے کہ خدایا میں تیری عبادت کرتا ہوں۔ تو وہ ہر قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ اور اسکو معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا اقرار محض مُنہ سے ہے یا اس کے ساتھ عمل بھی شامل ہے۔ جب وہ یوں غور کریگا تو اگر اس کے رویہ میں غلطی ہو گی تو اسکو شرم آجائیگی۔ اور وہ آیندہ غلطی سے بچنے کی کوشش کریگا۔

اسی طرح ایاك نستعین میں اقرار کرتا ہے کہ خدایا میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔ لیکن اگر وہ خدا کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معین سمجھے۔ تو یہ اس اقرار کے خلاف ہو گا۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک کام کے لئے انسان کی ذاتی سعی کو بطور شرط کے رکھا ہے۔ اسلئے سعی کرنا استعانت کے خلاف نہیں اگر انسان کوشش کرے۔ اور خدا کا حکم سمجھ کر کرے تو یہ اس کیلئے بطور عبادت کے ہو جاتی ہے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایسے امور کو عبادت بنایا ہے جن کو عموماً عبادت نہیں خیال کیا جا سکتا۔ مثلاً فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو اس لئے ایک لقمہ کھانا کھلاتا ہے۔ کہ یہ خدا کا حکم ہے۔ تو اس کا یہ عمل عبادت میں شمار کیا جائیگا۔ پس جن باتوں کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ انہیں سے ہر ایک پر عمل کرنا عبادت ہے ؛

میں اپنے خطبوں میں انہی باتوں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ جو غفلت کے باعث کمزوری کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ میں نے بتا دیا ہے۔ کہ ایسی کمزوریاں غفلت سے ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ غفلت کے دور کرنے کے کیا ذرائع ہیں۔ اگر احباب میری اس درخواست پر توجہ کرینگے۔ کہ ان کا ہر کام جو وہ کرنے لگیں۔ خدا کے حکم کے مطابق ہے یا مخالف۔ تو وہ خدا کی نافرمانیوں سے بچ جائینگے۔ اور ان کو اپنی غلطی پر پشیمانی ہو گی۔ اور پشیمانی ہی غلطی سے بچانے کا موجب ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور دوستوں کو بھی اپنی ناراضگی سے بچنے کی توفیق دے۔ اور غفلت کے دُور کرنے اور اپنی محبت کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔

آمین ؛

حیات فردیہ و حیات اجتماعیہ
(نمبر ۲)

(از جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب)

اس مضمون کا پہلا نمبر ۲۰ دسمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔ احباب سلسلہ مضمون کو ملانے کے لئے اس کو مدنظر رکھ لیں (ایڈیٹر)

اگر ہم اپنی اپنی خواہشات اور رغبات اور احساسات اور جذبات اور دیگر معنوی اور مادی قوتوں کی جانچ پڑتال کر کے انکو مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں۔ تو ہم کہہ سکتے۔ کہ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ قسم جو ایک فرد بشر کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے انسان میں پیدا کی گئی ہیں۔ مثلاً کھانے پینے سونے وغیرہ کی خواہشات چلنے پھرنے۔ اٹھنے بیٹھنے۔ ہاتھ سے کام کرنے کی طاقتیں۔ خوف و اُمید۔ الم و سرور غضب و نفرت کے احساسات اور جذبات یہ سب کے سب فرد انسان کی اپنی فردی یعنی ذاتی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے خالق فطرت نے اسمیں رکھ دیئے ہیں۔ اور دوسری وہ جو انسانی نوع کے بقا کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مثلاً شہوت و محبت۔ عدل و انصاف۔ غیرت و انتقام وغیرہ وغیرہ جیسے جذبات۔

زندگی کا سب سے بڑھ کر مظہر کیا ہے۔ حرکت ہے جدھر دیکھو حرکت ہی حرکت ہے۔ کیا اپنے وجود کے اندر ہر ہر ذرہ میں یا کیا بیرونی عالم کے سارے موجودات نباتات کے پتے پتے میں حرکت ہے۔ حیوانات اور پرندوں میں حرکت ہے۔ بادلوں اور ہواؤں میں حرکت ہے۔ پانیوں میں حرکت ہے۔ آسمان کے ستاروں اور سیاروں میں چاند اور سورج میں حرکت ہے بجلیوں میں چمکتی ہوئی روشنیوں میں۔ حرارت میں۔ ایتھر میں اور ان جیسے چھٹنے لطیف سے لطیف قوائے مخفیہ میں۔ اور یہ زمین جو ہمارے پاؤں تلے بے حرکت کھڑی ہے۔ اسمیں بھی حرکت ہے۔ غرض ہر شے میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور ان کا محسوس مظہر حرکت ہے۔ اور یہ جو ہمارے نفس کے اندر میلانات رغبات و جذبات و احساسات و افکار و خیالات ہیں یہ بھی درحقیقت ایک حرکت ہیں کسی کو چاہنا اور اس کی طرف جھکنا کسی سے نفرت کرنا اور اس سے ہٹنا سوائے حرکت کے کچھ نہیں پس اگر ہم زندگی کی صحیح صحیح حقیقت دریافت کر کے اسکی کماحقہٗ تعریف نہیں کر سکتے۔ لیکن ہم سب کائنات و حوادث پر ایک مجمل یا مفصل نظر ڈالکر یہ کہہ سکتے ہیں کہ زندگی کا مظہر حرکت ہے۔ ایک پوشیدہ قوت ہے جو اس حرکت کو حیز کون (پوشیدگی) سے حیز ظہور میں نمایاں کر دیتی ہے۔ جہاں جہاں زندگی ہے۔ وہیں یہ بھی ضرور ہے کہ حرکت ہو خواہ ایسی حرکت جو ایک شئے کو اس کے اپنے مرکز پر ثابت کئے رکھتی ہے یا ایسی حرکت جو ایک دائرہ میں ایک شئے کو چکر دئے رہتی ہے یا ایک شئے کو خط طولانی پر چلا رہی ہے۔ اگر ہم نظر غور سے دنیا کی مختلف حرکتوں کو دیکھیں۔ تو وہ دو ہی قسم کی ہونگی۔ ایک ایسی جو ایک شئے کو اپنے مرکز پر قائم کئے رکھتی ہے۔ اور اسکو ادھر ادھر ہٹنے نہیں دیتی اور جس چیز پر کہ وہ اثر کر رہی ہوتی ہے۔ وہ ہمیں ظاہر میں بالکل ساکن معلوم دیتی ہے۔ لیکن در اصل وہ ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے۔ اور اس کی حرکت ہمیں نظر نہیں آرہی یا محسوس نہیں ہو رہی۔ اور ایک دوسری حرکت وہ ہے۔ جو کسی شئے کو اس کے مرکز سے باہر کی طرف نکال رہی ہے یا پھیلا رہی ہے۔ جیسے ایک خط مستقیم پر یا دائرے کی صورت میں حرکت کرنیوالی شے کی حرکت ہو۔

ان دونوں قسم کی حرکتوں کی مثال ہم بائیسکل میں پاتے ہیں۔ اس پر سوار ہونیوالا شخص اسمیں دو حرکتیں پیدا کرتا ہے ایک وہ حرکت جو کشش ثقل یعنی زمین کی اپنے مرکز کی طرف کھینچنے والی قوت جاذبہ کا مقابلہ کر کے بائیسکل کو اپنے مرکز پر قائم رکھتی ہے۔ اور اسکو ادھر ادھر گرنے سے بچاتی ہے۔ اور دوسری وہ حرکت جو اس بائیسکل کو آگے کو دھکیلے لئے جاتی ہے۔ ایک کو ہم بسہولت بیان کیلئے مرکزی حرکت کہہ سکتے ہیں۔ اور دوسری کو طولانی حرکت ان دونوں حرکتوں میں سے مقصود بالذات اور زیادہ ضروری وہ حرکت ہے جو بائیسکل کو خط طولانی پر چلا رہی ہے اور مرکزی حرکت یعنی وہ جو بائیسکل کو مرکز پر قائم رکھنے والی حرکت ہے وہ مقصود بالذات نہیں۔ کیونکہ ہم بائیسکل میں اسکو مرکز پر قائم رکھنے کے واسطے صرف اسی لئے حرکت پیدا کرتے ہیں تا وہ اپنے مرکز پر قائم رہ کر آگے کو بڑھ سکے۔ اگر بائیسکل کو خط طول پر چلانا مقصود نہ ہوتا تو بائیسکل کو ادھر ادھر گرنے سے بچانے کے لئے ہمیں کسی قسم کی حرکت پیدا کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہم اسکو صرف اسی لئے مرکز پر قائم رکھتے ہیں تا وہ اپنے قائم رہکر آگے کو بڑھ سکے۔ ہم بائیسکل پر اس لئے نہیں چڑھتے کہ اسے صرف ایک مرکز پر قائم رکھنے میں ادھر ادھر جھکنے جھکلنے میں قوت صرف کریں۔ اور اسکو گرنے سے بچائیں۔ بلکہ اسلئے چڑھتے اور اپنی قوت کو خرچ کرتے ہیں۔ کہ تا وہ اپنے مرکز پر قائم رہ کر خط طولانی کی حرکت کو پیدا کر سکے۔ اسلئے میں نے کہا ہے۔ کہ طولانی حرکت مقصود بالذات ہے۔ اور مرکزی حرکت مقصود بالذات نہیں۔ یعنی وہ خود اپنی ذات کے لئے مقصود نہیں بلکہ کسی اور شے کے پیدا کرنے کے لئے مقصود ہے۔

میں نے یہ بھی کہا ہے کہ دونوں حرکتوں میں زیادہ ضروری حرکت طولانی ہے اور وہ اسلئے کہ جب بائیسکل میں حرکت طولانی پیدا ہو جائے۔ تو اسوقت مرکزی حرکت خود بخود جاری ہو جائیگی۔ اور بغیر اس کے کہ ہم اس کے لئے کوئی محسوس قوت خرچ کریں۔ وہ خود بخود جاری رہیگی۔ جب تک بائیسکل خط طول پر چلا جا رہا ہے وہ مرکزی حرکت بھی موجود رہے گی۔ اور جونہی کہ بائیسکل کی خط طولانی کی حرکت بند ہو جائے گی۔ مرکزی حرکت بھی بند ہو جائیگی۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ بائیسکل کے اپنے مرکز پر قائم ہونے کے ساتھ ہی اس کی خط طولانی کی حرکت بھی پیدا ہو جائے۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو بائیسکل پر سواری کرنا نہیں جانتے اور وہ اس کے سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ مرکزی حرکت کے قائم کرنے کے لئے کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف جھکتے۔ اور بائیسکل کو گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ بائیسکل آگے کو بھی چل پڑے۔ لیکن یہ لازمی طور

ضرور ہوتا ہے کہ جونہی کہ بائیسکل خط طولانی پر چلنا شروع کردے۔ اور جب تک کہ وہ چلتا جائے۔ اس کی مرکزی حرکت بھی موجود ہے۔ ہو بہو اسی طرح حیات بشریہ کی دو حرکتیں ہیں۔ جو ہر ایک فرد بشر کی زندگی میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور انہی دو حرکتوں کے مطابق اس کے نفس میں جذبات۔ اور احساسات اور افکار اور اعمال پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ حرکت ہے جو انسان کی ذات کو اپنے مرکز پر قائم رکھتی ہیں۔ اور ایک وہ حرکت ہے۔ جو اسکو اپنے مرکز سے باہر کی طرف حرکت دے رہی ہیں۔ جس طرح بائیسکل کو گرانے کے لئے زمین کششش کا کام کر رہی ہوتی ہے۔ اور ہم اس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اس کے مقابل میں ایک اور حرکت پیدا کر کے اس کے توازن کو قائم کرتے اور اس کو اپنے مرکز پر قائم رکھتے ہیں۔ ایسا ہی ہم اپنی زندگی کے نیست و نابود کرنیوالے یا ضرر پہنچانے والے اسباب سے خوف کھا کر ان کے مقابل میں ان اسباب کی تلاش کرتے ہیں۔ جو زندگی کو قائم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اگر کوئی درندہ ہم پر حملہ کرے۔ اور ہم خوف کھا کر بھاگتے ہیں یا اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہم دوراندیشی کو کام میں لا کر کسی آنے والی مصیبت سے بچنے کے لئے اسباب کو مہیا کر کے مستعد اور خبردار رہتے ہیں۔ نہ صرف ہم بائیسکل کی طرح خوف و خطرے اور ہلاکت کے گڑھے میں اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے جد و جہد کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ہم بنی نوع انسان اپنی زندگی کو مجموعی حیثیت میں عین بائیسکل کی طولانی حرکت کی طرح آگے کو بڑھانے کی بھی کوشش یا اس کی تمنا و خواہش کر رہے ہیں۔ اپنے خط و خال اپنے افکار و احساسات اپنے اخلاق و عادات غرض اپنی ساری انسانی زندگی کو کم و بیش کے تغیرات کے ساتھ اپنی اولاد کی صورت و شکل میں منتقل کرتے ہوئے ہم ٹھیک اسی طرح آگے آگے کو۔ چلے جا رہے ہیں جسطرح کہ ایک بائیسکل ٭

ہماری زندگی کا اپنے مرکز سے باہر کو بڑھاؤ نہ صرف بائیسکل کی طرح ایک خط طولانی پر ہو رہا ہے بلکہ اس کی حرکت اپنے سارے محیط میں بھی پھیل رہی ہے۔ ہم اکیلے نہیں۔ ہمارے ساتھ ہمارے ارد گرد ہمارے جیسے بہت ہیں۔ ہماری اپنی زندگی ہمارے رفیقوں کی زندگی سے ایک بنتے ہوئے کپڑے کے تار و پود کی طرح آپس میں ملی جلی ہے۔ جسطرح تار و پود جدا ہو جانے سے کپڑا کپڑا نہیں رہتا۔ ایسے ہم انسان اپنے ہمجنسوں سے الگ تھلگ انسان نہیں رہتے۔ ان کے بغیر ہماری زندگی کی دوسری حرکت بالکل نابود ہو جاتی ہے۔ نہیں بلکہ ان کے بغیر ہماری اپنی (فردی) ذاتی زندگی بھی بالکل نیست و نابود ہو جاوے۔ فرض کریں کہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر یا جنگل میں اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ اور کوئی دوسرا نہ ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بقائے نوع کی حرکت تو فوراً ہی موقوف ہو جائیگی نہ کوئی اجتماع ہوگا نہ کسی نوع بشری کے باقی رہنے کی امید۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ موت سب افراد کا خاتمہ اس کی اپنی اپنی جگہ پر کر دیگی نہ فرد رہیگا نہ اجتماع بشری نہ نوع انسانی اور نہ کچھ ٭

لیکن اجتماع بشری کو کسی صورت میں رکھئے نہ صرف اجتماع ہی رہے گا۔ اور اس کے افراد بلکہ افراد بھی جنگ بلکہ کچھ زیادہ۔ اجتماع کے باقی رہنے سے ضرور ہے۔ کہ افراد رہیں۔ لیکن افراد کے افراد کی صورت میں رہنے سے نہ ان کا اجتماع رہتا ہے۔ اور نہ افراد کا رہنا ضروری و لازمی ہوتا ہے۔ بالکل ایسا ہی جیسا کہ بائیسکل کی خط طولانی کی حرکت کے جاری رہنے سے ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس کی مرکزی حرکت بھی قائم رہے۔ مگر اس کے بند ہونے سے یہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ یہ مرکزی حرکت بھی قائم رہے۔ بلکہ اغلب اور بہت ہی اغلب ہے۔ کہ یہ مرکزی حرکت اس کے بند ہوتے ہی حالت تزلزل و اضطراب میں پڑ کر آخر کار نابود ہو جائے ٭

میں نے ابتدائے مضمون میں دو واقعوں کا ذکر کر کے دو نتیجے نکالے تھے۔ اول یہ کہ اجتماعی اصل الاصول یعنی وہ قاعدہ جو اجتماع کو اپنی صورت غائیہ میں قائم رکھ سکتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہو کہ ہر ایک سب کیلئے اور سب ہر ایک کیلئے یعنی جب ایک فرد اپنی زندگی کو بائیسکل کی طرح اپنے اصلی مرکز پر قائم رکھتے ہوئے دائرہ اجتماع میں اس طرح حرکت کرتا ہے کہ اس کی عملی زندگی کی نیک تاثیر ہر ہر فرد بشر میں سرایت کرے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سب کے سب افراد اس فرد کیلئے ہی ہو جائینگے۔ اس کی کامل مثال انبیاء علیہم السلام کے وجود میں ملتی ہے وہ مقدس انسان اپنی نفسانیت و فردیت کو سب کے لئے محو کر دیتے ہیں اور سب کے سب ابد الآباد تک ان ہی کیلئے ہو جاتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل آئندہ کرونگا۔ دوسرا نتیجہ یہ تھا کہ جب ہر ایک فرد میں نفس پرستی کا رنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی جب اسکی تمام کوشش اور ساری غرض یہ ہو جاتی ہے کہ وہ ان اسباب کو اپنے لئے زیادہ مہیا کرنے میں اپنی ساری قوتوں کے ساتھ منہمک ہو جائے کہ جن کی غرض محض اس کی اپنی ذات فردانہ کو ضرورت سے بڑھ چڑھ کر پالنا اور بڑھانا ہے رات دن اس کا مشغلہ اس کا ہم و غم یہی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنی شہوات کے مقتضیات کو حاجت سے زیادہ پورا کرے۔ اور اس کی اسکو مطلق پروا نہیں ہوتی کہ کوئی خواہ مرے یا جئے یا جہنم میں جائے جب کسی اجتماع کے افراد میں یہ طرح غالب ہو جاتی ہے۔ تو ضرور ہے اور بہت قریب ہے کہ وہ اجتماع اور ساتھ ہی اس کے افراد بھی مضمحل اور تباہ ہو جائیں۔ وہ جس نے کہ آج اپنی فردانہ زندگی کی ضروریات کو ازبس مہیا کرنے میں اجتماعی زندگی کی ضروریات کو پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ اس کی مثال بالکل اسی شخص کی طرح ہے جو بائیسکل کو صرف اپنے ہی مرکز پر قائم رکھنے کی کوشش میں کبھی دائیں طرف جھکتا ہے۔ اور کبھی بائیں طرف۔ اور اس طرح اپنی قوت کو بے ضرورت بے سود حد سے زیادہ صرف کرتا ہوا آخر کو گر جاتا ہے ٹھیک ایسی ہی وہ انسان بھی جو اپنی ذات فردانہ کی ضرورت کے پورا کرنے میں عیاشی اور فضول خرچی کو اپنا شیوہ بنا لیتا ہے اور افراط و تفریط کے مابین حرکت کرتا ہوا ایک ٹمٹماتے ہوئے چراغ

اشتہارات

(ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

الخطبہ

تریاق چشم

ہندوستان کی خبریں

کابلی طلباء ہندوستان میں ۔ ہز میجسٹی امیر صاحب کابل نے تین سو طلباء ممالک غیر میں بغرض حصول تعلیم بھیجے ہیں۔ جنہیں سے ایک سو طالب علم یورپ میں گئے ہیں۔ اور دو سو ہندوستان میں آئینگے جن کیلئے نگران ساتھ بھیجے جائینگے۔ اور انہیں خاص قواعد کے ماتحت رکھا جائیگا۔

مارواڑی ایسوسی ایشن کا وفد وائسرائے کی خدمت میں ۱۴ر جولائی کو شملہ میں حضور وائسرائے کی خدمت میں مارواڑیوں کا ایک وفد پیش ہوا۔ جس نے کہا کہ یہ امر نہایت خوش کن ہے کہ بجٹ میں دیسی مصنوعات پر کوئی نیا محصول عاید نہیں کیا گیا مگر مانچسٹر والوں کی مخالفت برآمد مال پر محصول کے اضافے کے بارہ میں ہندوستانیوں کے اس مطالبہ کو اہم بتا رہی ہے کہ ہندوستان کو پورے مالی اختیارات ملنے چاہئیں۔

حضور وائسرائے نے جواب میں فرمایا کہ ہندوستان کو جو مالی مراعات دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ ملک ان سے پورا فائدہ اٹھائیگا۔ اگرچہ ملک کی خوشحالی برآمد اور اندرونی تجارت پر منحصر ہے مگر گذشتہ جنگ نے سبق دیا ہے کہ کوئی ملک بیرونی تجارت کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

ہندوستان کی خودمختاری اور علی برادران کا اعلان مسٹر گاندھی لکھتے ہیں کہ علی برادران اس امر کے اظہار میں بالکل حق بجانب ہیں۔ کہ اگر پنجاب اور خلافت کے معاملہ میں ہندوستان کے ساتھ انصاف نہ کیا گیا تو وہ کانگرس کے آئندہ اجلاس میں خودمختاری کا اعلان کر دینگے

ہندوستان کی جمہوریت مسٹر شوکت علی صاحب نے بمبئی میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ اکتوبر میں ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ کامل سوراج حاصل کرینگے اگر برطانیہ نے ہم سے صلح نہ کی تو وہ طاقت جو جرمنوں کے لئے کافی تھی ایک کمزور قوم سے شکست فاش کھائیگی۔ اگر اکتوبر تک گورنمنٹ کا مزاج درست نہ ہوا اور ہمیں سوراج نہ دیا اور مسٹر گاندھی بھی سمجھوتہ نہ کیا تو دسمبر کی کانگریس احمد آباد میں اس لئے جمع ہوگی تاکہ ہندوستان کی سب سے پہلی جمہوریت کا اعلان کر دیا جائے

ڈیڑھ سو سال میں کتنے انگریز پھانسی دئے گئے مسٹر فیاض خاں آئندہ اجلاس لیجسلیٹو اسمبلی میں یہ سوال کرینگے کہ گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں کسقدر یورپین اور اینگلو انڈین کو ہندوستانیوں ہندوستانیوں کو قتل کرنے کے جرم میں پھانسی دی گئی اور قید کیا گیا۔ نیز کسقدر ہندوستانیوں کو یورپین اور اینگلو انڈین اصحاب کو ہندوستانیں قتل کرنیکیلئے پھانسی دی گئی اور قید کیا گیا۔

قتل اولاد اور خودکشی بنگلور ۱۲ر جولائی۔ سدہاگھاٹا نواح بنگلور کی خبر ہے کہ بعض خانگی جھگڑوں کی وجہ سے ایک آدمی نے پانی سے بھرے ہوئے کنوئیں میں اپنے تین نوجوان بچوں کو پھینکدیا۔ اور پھر آپ بھی اسمیں کود پڑا۔ چاروں لاشیں نکالی گئیں۔

دارالحکومت صوبجات متحدہ کا انتقال ۔ لکھنو ۱۱ر جولائی۔ پبلسٹی کمشنر نے اس بیان کی تردید کی ہے کہ سول سکرٹریٹ کا حصہ عظیم موسم سرما میں لکھنو منتقل کر دیا جائے گا۔

ہندوستان میں پرتگالی مردم شماری پرتگالی مقبوضات ہندگوا ڈمن۔ ڈیو اور نگر اولی (گجرات) کی مجموعی تازہ مردم شماری ۵ لاکھ ۷۰ ہزار ۵۱۶ ہے گذشتہ مردم شماری ۱۹۱۰ء میں اعداد ۵ لاکھ ۴۸ ہزار ۲۴۲ تھے ۲۲ ہزار ۲۷۴ کا اضافہ ہوا ہے۔

خلافت کمیٹی علیگڑھ میں گرفتاری علیگڑھ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ غنی نامی ایک شخص جسکا متعدد عینی شاہدوں نے نام لیا ہے۔ خلافت کمیٹی کے دفتر میں گرفتار کیا گیا ہے ایک اور شخص اسی قسم کے چال چلن کا اسمٰعیل نامی بھی گرفتار ہوا ہے۔

خواجہ عبدالمجید صاحب کے مکان کی تلاشی علی گڑھ ۱۴ جولائی۔ علیگڑھ میں اب بالکل امن قائم ہے ابھی تک پولیس شہر میں گشت کرتی ہے۔ رات کے وقت ایک گشتی دستہ نے سول لائن میں خواجہ عبدالمجید صاحب صدر خلافت کمیٹی کے مکان کی تلاشی لی۔

میسور میں ہندو مسلمانوں کا فساد بنگلور ۱۲ جولائی۔ ضلع کولار میں ایک ہندو مندر مسمار کر دیا گیا جبکہ ایک ہندو بارات گذر رہی تھی۔ چلتاپٹی کے مقام پر ایک مسلم عبادت خانہ میں جو ہندو مکانات سے گھرا تھا۔ شدید فساد ہوا۔ فریقین کے لوگ سخت زخمی ہوئے۔ ہائی کورٹ نے ۲۴ مسلمانوں کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

سر سنکرن نائر کو گورنری صوبہ متوسط میں یہ خبر بہت گرم ہے۔ کہ موجودہ گورنر سر فرینک سلائی کی پنشن پہنچنے پر۔ جو بہت جلد ہونے والی ہے۔ اسکی جگہ ایک ہندوستانی گورنر مقرر ہوگا۔ اور یہ یقین کیا جاتا ہے کہ سر سنکرن نے اس عہدے کو منظور کر لیا ہے۔

لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس :۔ شملہ ۱۵ر جولائی لیجسلیٹو اسمبلی کا اگلا اجلاس یکم ستمبر ۱۹۲۱ء کو شملہ میں شروع ہوگا۔

بمبئی میں غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ بمبئی ۱۵ر جولائی بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی نے تمام ڈسٹرکٹ کانگرس کمیٹیوں سے التجا کی ہے کہ وہ غیر ملکی کپڑے کے بائیکاٹ کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے مسٹر گاندھی کی ہدایت پر عمل کریں۔ لوگوں کی غیر ملکی پوشاکیں لیکر انہیں جلانے یا سمرنا بھیجنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

دہلی کے سوداگران پارچہ کا خیال دہلی ۱۵ر جولائی سوداگران پارچہ دہلی کی زیادہ تعداد کا خیال ہے کہ مسٹر گاندھی کی غیر ملکی کپڑے کی بائیکاٹ کی تحریک ناکام رہیگی۔

گوردوارہ سدھار کے متعلق گورنمنٹ کا تازہ اعلان شملہ ۱۵ر جولائی۔ گورنمنٹ پنجاب نے ایک اعلان جاری کیا ہے کہ پنجاب میں رواج کی بنا پر اس امر کا عام یا خاص احتجاب رد کیا جاسکتا ہے۔ کہ جب کسی مہنت کا چال چلن ایسا ہو جسکا اثر اس انسٹی ٹیوشن پر جسکے ساتھ اسکا تعلق ہے۔ نقصان دہ پڑتا ہو۔ تو اس مہنت کو برطرف کر دیا جائے۔ اگرچہ خاص مقدمات میں یہ رواج اور مہنت کی بدچلنی کا مندر کے فوائد اور اسکے پوجا کرنیوالوں پر بد اثر عدالت میں ثابت کرنا ہوگا۔

ایک پنجابی ڈاکو کی گرفتاری :۔ شملہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ شاہپور کی پولیس نے ایک مشہور ڈاکو طورا کو گرفتار کر لیا ہے یہ ایک گروہ کا سرغنہ تھا جسنے پنجاب کے مغربی اضلاع میں وارداتیں کی تھیں۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور کی واپسی :۔ بمبئی ۱۶ر جولائی ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور آج صبح ڈاک جہاز میں غیر ممالک کا دورہ کر کے واپس آگئے ہیں۔

ممالک غیر کی خبریں

سلطنت برطانیہ کے وزراء کی کانفرنس لنڈن ۸ر جولائی - سلطنت برطانیہ کے وزراء کی کانفرنس میں مہاراؤ کچھ نے کہا کہ پارلیمنٹری گورنمنٹ سے ہندوستان کو بہت امیدیں ہیں۔ مسٹر شاستری نے نوآبادیوں کا یہ حق تسلیم کرلیا کہ وہ اپنے ہاں بیرونی لوگوں کے داخلہ کے متعلق جس قسم کے قواعد چاہیں بنائیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہندوستانی اور سلطنت کے کسی اور حصہ کے تارک الوطنوں کے درمیان نسل یا رنگ کی بناء پر کسی قسم کا امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ نیز ہندوستانیوں کو ہر ایک نوآبادی میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے اور وہاں انکو وہی حقوق شہریت عطا کئے جائیں۔ جو دیگر باشندوں کو حاصل ہیں۔

انگلستان کی پارلیمنٹ میں پھوٹ کے آثار لنڈن ۹ر جولائی۔ لارڈ ڈربی نے لنکشائر یورٹ میں تقریر کرتے ہوئے گورنمنٹ کی مبہم پالیسی پر نکتہ چینی کی۔ لارڈ ڈربی کی تقریر کے بعد سر ولیم جوئن سن ہکس کی اس چٹھی سے کہ ملک اور پارلیمنٹ میں جو پارٹی غالب ہے اس کا ایک جلسہ کیا جائے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ متحدہ وزارت میں پھوٹ کے آثار زیادہ نمایاں ہوگئے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات ہے کہ مسٹر چیمبرلین جو قدامت پسند پارٹی کے لیڈر ہیں۔ وہ اس طوفان کو نمودار نہیں ہونے دینگے۔

یونانیوں کی پیشقدمی ایتھنز ۱۱ر جولائی۔ سمرنا کا تار ہے کہ یونانیوں نے فوج کشی پھر شروع کردی اور تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔

یونانیوں کا نقصان پیرس ۱۲ر جولائی۔ قسطنطنیہ کا تار ہے کہ یونانی اسمد کی طرف بڑھ رہے ہیں وہاں کے باشندوں نے باقاعدہ فوج کی مدد سے چھپکر حملہ کیا۔ اور یونانیوں کو محصور کرلیا۔ یونانیوں کے ۴۰۰ آدمی زخمی و ہلاک ہوئے۔

آئرلینڈ میں امن لنڈن ۱۲ر جولائی۔ عارضی التوائے جنگ سے ۲۴ گھنٹے سکون سے گذر گئے۔ اور کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ جو اس امر سے ظاہر ہے کہ اس عرصہ میں ڈبلن سے کسی تازہ حادثہ کی خبر نہیں آئی ہے۔

ڈی ویلرا کا دلچسپ استقبال لنڈن ۱۲ر جولائی۔ مسٹر ڈی ویلرا اور ان کے ہمراہیوں کا یوسٹن میں عظیم الشان استقبال کیا گیا۔ تین ہزار آدمی سین فین کے نعرے لگائے ہوئے مستعد ہو کر کھڑے تھے۔

انگریزوں کی باطل پرستی اور ضعیف الاعتقادی لنڈن ۱۳ر جولائی۔ کل شام اس امید پر ہمسٹیڈ ہیتھ سے سینکڑوں ہوائیاں چھوڑی گئیں کہ بارش ہو۔ ہزاروں لوگ اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ بیشمار ضعیف الاعتقاد چھتریاں ساتھ لے گئے تھے۔ مگر ایک بوند بھی نہ پڑی۔

لنڈن میں ریل کے کرایہ میں تخفیف موٹر ٹریفک کی کثرت کے باعث جو ریلوے کے محکموں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ لنڈن میں ریل کے کرایہ میں تخفیف کردی گئی ہے۔

رشت پر روسیوں کا قبضہ طہران ۱۳ر جولائی۔ خبر ہے کہ روسی افواج نے پھر رشت پر قبضہ کرلیا ہے۔ طہران اور قسطنطنیہ کے درمیان تبرز تا باطوم کے راستے نامہ و پیام کا سلسلہ پھر قائم ہوگیا ہے۔

یورپ و امریکہ میں ناقابل برداشت خشک سالی نیویارک ۱۱ر جولائی۔ امریکہ میں گرمی کی شدت ناقابل برداشت ہے۔ بڑے شہروں میں بہت لوگ لو لگنے سے مر رہے ہیں۔ فائر بریگیڈ سٹیشن کے گرد جمع رہتے ہیں۔ اور وہاں آگ بجھانے کی نالیوں سے ان پر پانی برسایا جاتا ہے۔ کئی آدمی گرمی کی شدت سے پاگل ہوگئے ہیں۔

فرانس میں ۱۰ درجہ گرمی پڑی۔ کئی مقامات پر پانی کا ایک ڈول ایک فرینک کو بک رہا ہے۔ زیادہ مصیبت یہ ہوئی کہ جہاں فصلیں انگور وغیرہ اُگے ہوئے تھے وہاں اخروٹ کے برابر اولے برسے ہیں۔

لنڈن ۱۲ر جولائی۔ لنڈن میں گرمی کی شدت بدستور ہے اور بارش کے آثار کوئی نہیں۔ ایک جگہ دھوپ کی شدت سے ایک مکان جل گیا۔ ایک دن رات میں لنڈن [illegible] میں آگ لگی۔

ایک ہوا باز کی موت لنڈن ۱۲ر جولائی۔ ہیری ہاکر مشہور ہوا باز جس نے بحر اطلانتک میں بخط مستقیم اس پار سے اس پار تک اڑنے کی کوشش کی تھی وہ ہنڈن میں مشین کے پھٹ جانے سے ہلاک ہوگیا۔

افغانی وفد امریکہ پہنچ گیا لنڈن ۱۲ر جولائی۔ واشنگٹن کی خبر ہے۔ کہ جنرل محمد علی افغانستان کی حکومت تسلیم کرانے کے مقصد سے ملکی محکمہ سے گفتگو کرنے کے لئے یہاں پہونچ گئے ہیں۔ برطانی دفتر خارجہ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس سارے معاملہ میں اصولی طور پر غور ہو گا۔

آلات پرواز بادلوں کی تلاش میں لنڈن ۱۲ر جولائی۔ ہوا بازوں نے کل سینکڑوں میل تک آسمان پر پرواز کی۔ اور محکمہ آب و ہوا میں آکر رپورٹ دی کہ بادل کا ایک ٹکڑا تک دکھائی نہیں دیتا۔

علی برادران کا ذکر پارلیمنٹ میں وائکونٹ کرزن کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے بیان کیا کہ حکومت ہند نے اس کے پاس یہ رائے ظاہر نہیں کی۔ کہ علی برادران کی تحریر کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اور جب سے وائسرائے نے مسٹر گاندھی سے ملاقات کی ہے۔ ہندوستان کے فسادات میں کوئی ایسی خبر نہیں موصول ہوئی۔ جس سے یہ ظاہر ہو کہ فسادات براہ راست مسٹر گاندھی اور علی برادران کی طرف منسوب کئے جا سکتے ہیں۔

عرب مشیر کرنل لارنس کی روانگی حجاز کو لنڈن ۱۳ر جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ دفتر نوآبادیات کے عرب مشیر کرنل لارنس حجاز جا رہے ہیں۔ کہ شاہ حسین سے دونوں حکومتوں سے متعلق معاملات بالخصوص حجاج کی حفاظت پر گفت و شنید کریں۔

اٹلی میں خوف و دہشت - لنڈن ۱۳ر جولائی۔ روما کی خبر ہے کہ وٹرلو کے باشندوں نے اس خوف سے کہ فکسٹی نے شہر پر چڑھائی کردی ہے

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شایع ہوا)